AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title کرونا کے تناظر میں انسانی روحانی تربیت کے ذرائع اور مواقع (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ)

Author (s): Dr. Noor Hayat Khan
Dr Hafiz M Khalid Shafi

Received on: 11 February, 2022
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 25 June, 2022
Citation: English Names of Authors, "Corona kay Tanazur Main Insani Rohaani Tarbiyat ky Zaraye Aur Mawaqay (Islami Taleemat Ki Roshni Main Jaiza)", AL-ILM 6 no 1(2022):172-191
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

کرونا کے تناظر میں انسانی روحانی تربیت کے ذرائع اور مواقع
(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ)

ڈاکٹر نور حیات خان*

ڈاکٹر حافظ محمد خالد شفیع**

ABSTRACT

The contemporary Corona Virus, which has captivated the world in the form of a global pandemic, was erupted in Wuhan, China in 2019. Its virulence affected and took the lives of millions of people. To prevent its spread measures such as banning land and air travel, imposing quarantine, curfew, lockdown, postponement or cancellation of gatherings and ceremonies, closing of places of worship, closing of borders and tourist places were taken for its control and ensuring safety which consequently caused the collapse of the economy, closure of millions of schools and universities in hundreds of countries affecting the education of millions of students, and affected other aspects of life.Outbreaks such as plague and smallpox have afflicted mankind in the past, causing the deaths of millions of people. As long as humans live on this earth, these trials will continue to befall humans according to their attitudes and behaviors.Therefore, it has become necessary to look for ways and means of spiritual training for man in the context of Corona, so that people suffering from such conditions do not just consider it a torment, but they should consider it as an opportunity to learn about these epidemic diseases and check on their conducts and move towards higher ranks. In this regard, this article covers the following two aspects:

Chapter 1: Epidemic Diseases is warning of God.

Chapter 2: Infectious Diseases Sources of Spiritual Training and Self-Accountability.

Key words: Corona virus, Epidemic Diseases, Spiritual Training, Self-Accountability.

تعارف موضوع

عصر رواں کے کرونا وائیرس نے عالمی وبا ہونے کا درجہ حاصل کیا، جو چین کے شہر ووہان میں 2019 میں منظر عام پر آیا۔ برق رفتاری سے پھیل کر اس وبا نے لاکھوں انسانوں کو متاثر اور لاکھوں کو لقمہ اجل بنا دیا۔ اس وبا کی روک تھام کے لیے کچھ عرصہ زمینی اور ہوائی سفر پر پابندی، قرنطینہ، کرفیو، لاک ڈاؤن، اجتماعات اور تقاریب کو ملتوی یا

---

*۔ صدر شعبہ علوم اسلامیہ، نمل، اسلام آباد

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، آئی بی اے یونیورسٹی، سکھر

منسوخ کرنے، عبادت گاہوں، سرحدوں اور سیاحتی مقامات کی بندش جیسے اقدامات کیے گئے۔ جن سے معیشت کے تباہی کے ساتھ ساتھ سینکڑوں ممالک میں لاکھوں سکول اور یونیورسٹیاں بند ہو گئیں، جس سے لاکھوں طلباء کی تعلیم اور زندگی کے دیگر پہلو متاثر ہوئے۔

کرونا کی طرح وبائیں ماضی میں بھی طاعون اور چیچک جیسے بیماریوں کی صورت میں آتی رہی ہیں، جس سے کروڑوں لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور جب تک انسان اس روئے زمین پر آباد ہیں، یہ آزمائشیں انسان پر ان کے رویوں کے مطابق آتی رہیں گی۔

اہمیت موضوع

جہاں کرونا جیسے امراض نے انسانی دنیا کو ہر طرح سے متاثر کیا، وہاں ان وباؤں نے انسان کو سیکھنے اور تربیت حاصل کرنے کا بھی موقعہ دیا۔ جب بھی انسان پیچیدہ حالات و واقعات اور امراض سے دوچار رہا ہے، اس نے اپنے خوابیدہ صلاحیتوں کو جگا بڑھا کر اس کے لیے لازمی تیاری پکڑی ہے۔ اس کے علاج معالجہ کے لیے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نہ صرف ایجادات کی طرف توجہ کی ہے، بلکہ ان کے اسباب و علل پر غور بھی کیا کرتا رہا ہے۔ عقل و تدبر سے کام لینا، اس کو دنیا و آخرت کے کاموں میں استعمال میں لانا مطلوب و مقصود ہے، تاہم آج جہاں انسان سائنس و ٹیکنالوجی اور تعقل پسندی پر بہت ہی بھروسہ کیا ہوا ہے اور خدا بےزاری کا رویہ اپنایا ہوا ہے، وہاں اس وبا نے ان خدا بےزار و بے نیاز ہونے والے انسانی غرور و تکبر کو خاک میں ملایا ہے۔ اسے سوچنے اور غور کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور مافوق الفطرت ذات کے وجود اور اس کے ضرورت پر قائل کرنے کا سامان بھی فراہم کیا۔

موضوع پر سابقہ تحقیقی مواد کا جائزہ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اپنے آپ اور اپنے ماحول کو سمجھنے کے لیے نہ صرف بے انتہا صلاحیتوں سے نوازا ہے، بلکہ دنیاوی امور کے ساتھ روحانی تربیت کے لیے پیغمبروں کے ساتھ آسمانی صحائف کا بھی بندوبست کیا ہے، تاکہ اس کی تمام تر راہنمائی مکمل روشنی میں ہو۔ وباؤں اور امراض پر اگرچہ بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا بھی جا رہا ہے، جب تک انسان رہے گا، یہ بیماریاں متجدد و متعدد شکلوں میں آتی رہے گی۔ لہذا انسان کو اس پر لکھنا ہی پڑے گا۔ باخبر انسان کو بے خبر کو سمجھانا لازمی ہو گا، کیونکہ ان جیسے حالات میں ہمیشہ انسان مغربی اور مشرقی دو متضاد رویوں اور افراط و تفریط کا شکار رہا ہے۔ لہذا ضروری معلوم ہوا کہ اس مقالہ میں کرونا کے تناظر میں انسان کے لیے روحانی تربیت کے ذرائع اور مواقع کو تلاش کر کے مبرہن کیا جائے، تاکہ ان جیسے حالات سے دوچار

ہو کر انسان محض اسے عذاب نہ سمجھیں، بلکہ ان وبائی امراض کو سیکھنے اور بلند رتبی کی طرف بڑھنے اور خود احتسابی کے مواقع سمجھ لیے جائیں۔ اس سلسلے میں یہ مقالہ درج ذیل دو مباحث کا احاطہ کرتا ہے:

مبحث اول: وبائی امراض انتباہاتِ الٰہی

ہر دور کے حالات کے مطابق اللہ تبارک و تعالی نے انسان کی مادی بندوبست کے ساتھ روحانی ہدایات کا بھی انتظام کیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اگر خالق و مخلوق کا رشتہ کمزور ہوتا نظر آیا ہے تو رجوع الی اللہ کے لیے تنبیہات کا سہارالیا گیا ہے، تاکہ ایک طرف ان کو رجوع الی اللہ کا خیال آئے اور ان پر اتمام حجت ہو جائے تو دوسری طرف کوئی عذر باقی نہ رہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

(رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ)[1]

تمام رسول خوشخبری اور ڈرسنانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کے بھیجنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ پر کوئی حجت نہ رہے۔

آج اگر ایک طرف دنیا نے ہر طرح سے ترقی کر کے بامِ عروج کا راستہ لیا ہوا ہے، اور ہر شعبہ زندگی میں ہر طرف ترقی کے آثار ظاہر و باہر ہیں اور سوشل سائنسز نے کافی ترقی کر لی ہے۔ تو دوسری طرف اس ترقی نے الحاد کے دروازے بھی کھول دیے ہیں۔ ہر طرف ہر ادارہ اس کے لپیٹ میں آچکا ہے۔ اکثر انسانی دنیا نے مذہب، وحی اور الہامی تعلیمات سے بے نیازی اور بے اعتنائی کا رویہ اپنا رکھا ہے۔ اس کے نتیجہ میں سابقہ انسانی تاریخ کی طرح اس کو انتباہ لازمی ہو گیا تھا۔ چونکہ قرآن مجید دنیا کے لیے آخری صحیفہ ہدایت ہے۔ اور محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا بھی نہیں۔ اس لیے دین اسلام کی تعلیمات قران و سنت کی صورت میں محفوظ کر دیے گئے ہیں۔ انسانی ترقی کے ساتھ انسان کو راستہ دکھانے اور انسانی بقا کے لیے قران و سنت سے راہنمائی لینا لازمی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس دور کا انسان تعقل پسندی کا شکار ہے۔ احکامات الٰہی اور نظام الٰہی کو عملاً معطل کیا ہوا ہے، جو اللہ تعالی کو پسند نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کی انتباہ ضروری ہوئی، جس طرح اہل مکہ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ۔ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾[2]

پس انہیں چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف میں امن و امان دیا۔

جب انہوں نے انعاماتِ الٰہی کا احساس نہیں کیا اور اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے رسول محمد ﷺ اور اس پر نازل شدہ احکامات کو ٹھکرایا

تو تنبیہاتِ الٰہی کے ساتھ اپنے ہاتھوں کے برپا کردہ عذاب میں گرفتار کیے گئے۔[3] قحط وخشک سالی اور خوف و دہشت ان پر مسلط کر دیا گیا [4]۔ اور آخر کار بدر و خندق اور دیگر غزوات میں ان کو واصل جہنم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے قدرت اور اس کے احکامات سے بے پروائی کا انجام

جب انسان اللہ تعالیٰ کے قدرتوں کو نظر انداز کرتا ہے۔ اور اپنے رب و مالک سے بے نیازی کا رویہ اپناتا ہے، اور احکامات الٰہی سے رخ پھیرتا ہے، اور یہ سمجھنے لگتا ہے، کہ جو نعمتیں اس کو میسر ہیں، وہ اس کا مختار و مالک ہیں[5] تو عموماً ایسا کرنے والوں کے لیے یہی اصول وضع کیا گیا ہے کہ ان کو عذاب اکبر سے پہلے دنیاوی تنبیہات اور کچھ مصائب سے دوچار کر دیا جاتا ہے، تاکہ وہ اپنا فکر و عقیدہ درست کرلے، ورنہ سخت سزا سے دوچار کر دیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۔ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ﴾[6]

ہاں! جو شخص روگردانی کرے اور کفر کرے۔ اسے اللہ بہت بڑا عذاب دے گا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے اعتنائی اور اس کے رسولوں کے بات ماننے سے انکار، اللہ تعالیٰ سے بے پرواہی اور متکبرانہ رویہ ہے۔ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اپنی زندگی کو تنگی میں ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا﴾[7]

اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہو گی۔

اجتماعی لاپرواہی اور ظالمانہ رویے کا انجام

آج مکافات عمل کا نتیجہ ہے کہ پوری انسانیت کی زندگی تنگ ہو گئی ہے کیونکہ اجتماعی طور پر انسانوں نے ظالمانہ رویہ اپنا رکھا ہے اور مظلوموں کو بلکل نظر انداز کیا ہے۔ ان کی حقوق کی پامالی پوری دنیا میں ہو رہی ہے۔ تمام باشعور دنیا اس تماشہ کو دیکھ رہی ہے۔ جس کا یہ رویہ ہو، ان کے لیے رسوائی مقدر ہوتی ہے[8] اور آخر کار ان کو دنیا میں اپنے کیے کی سزا ملتی ہے۔[9]

جو قومیں اپنے اعمال پر نظر ثانی نہ کریں، رجوع الی اللہ اور توبہ کی طرف توجہ نہ دیں، بلکہ اجتماعی غفلت اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کریں، ان کے بستان، کھیت وکلیان ویران ہو جاتے ہیں اور آخر کار ان کی ہلاکت اور تباہی یقینی ہو جاتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾[10]

پس یہ ان کی رہائش گاہیں ہیں جو ان کے ظلم سے خالی ہیں۔ یقیناً اس میں علم والوں کے لیے عبرت ہے۔

یہ محض سرگزشت ماضی نہیں، آنے والوں کے لیے بھی یہی اصول کار فرما ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:
﴿أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۔ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ۔ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ﴾[11]
کیا ہم نے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کیا؟ پھر انہی کے پیچھے ہم بعد والوں کو چلتا کریں گے۔ یہی ہم مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں۔

آج کرونا کی صورت میں اللہ تعالی نے دنیا کو تنبیہہ فرمائی ہے، جس نے پوری دنیا کو خوف و دہشت میں مبتلا کر دیا ہے۔ انسان اپنی نئی ایجادات اور تمام تر سائنسی کمالات کے باوجود اس ان دیکھی قوت کے سامنے بے بس اور حیران و پریشان ہے۔ اور ان کی تمام تر تکبر و غرور خلاک میں مل گیا ہے۔ جو کبھی کہا کرتا تھا کہ زمین پر آج کے بعد کوئی ایسی بیماری نہیں آسکتی، جس کا علاج ہمارے پاس نہ ہو، بلکہ اللہ تعالی نے اس مصیبت اور تباہی (کرونا) کی ذمہ داری خود اس پر ڈالی ہے[12]۔ اور یہ فرمایا ہے کہ ایسا کرنے والوں کے لیے مکافاتِ عمل اور نشاناتِ راہ یہی ہے، فرمایا:
﴿فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ﴾[13]
اس میں کوئی شک نہیں کہ ظالموں کے لیے وہی عذاب تیار ہے جس طرح ان جیسے لوگوں کو مل چکا ہے۔ اس کے لیے یہ جلدی نہ کریں۔

بڑی بڑی جنگوں کے مقابلے میں اس موجودہ وبا کرونا کی تباہی زیادہ ہے۔ معیشت تباہی سے دوچار ہوئی۔ انسان نے انسان سے بائکاٹ کیا اور لاتعلقی اختیار کی ہوئی ہے۔ تمام تر نعمتوں کی موجودگی میں انسان بھوک اور افلاس سے دوچار کر دیا گیا۔ اس کی ناشکری کی سزا تھی جو ان کو دی جاری ہے[14]۔

خدا کی زمین پر انسان اپنی خدائی کا دعویدار بنا ہوا ہے۔ سرکشی اور طغیان پر امادہ ہے۔ اپنی طاقت و اقتدار کے نشے میں دیگر انسانوں کو تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ آزاد انسان کو غلام بنانے پر تلا ہوا ہے، جبکہ دعوی اس کے آزادی کا کیا جارہا ہے۔ یہ تماشہ چین کے یغور مسلمانوں سے لیکر افغانستان سے کشمیر، اور فلسطین سے روہنگیاں برما، شام، اور عراق سے ہندستان تک اور دیگر دنیا میں بھی یہی کچھ انسانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جبکہ باقی دنیا کے انسان اس تباہی، ظلم، بربریت کی طرف داریا اس نسل کشی کا تماشہ دیکھ رہی ہے، جس کے عبرتناک انجام سے اللہ تعالی نے پہلے ہی خبردار کیا تھا:
﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ﴾[15]

اور ظالموں کی طرف نہ جھکنا ورنہ جہنم کی آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہ ہوگا اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی۔

ایسے میں انسانوں کا خالق بہت ہی ناراض اور غصہ ہوا، جس کے نتیجہ میں مظلوموں کی بددعائیں آسمان پر سنی گئی[16] اور ظالموں کی انتباہ ضروری ہوگیا تھا۔ اور ان سے اجتماعی انتقام کا وقت آگیا، جیسا ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ . وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ﴾[17]

اس عظیم عذاب سے پہلے ہم انہیں دنیا میں (کچھ چھوٹے) عذاب کا مزہ چکھاتے رہیں گے، شاید وہ (اپنی سرکشی سے) منہ پھیر لیں۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیر لے؟ ہم ایسے مجرموں سے ہم بدلہ لیں گے۔

مخلوقات اللہ کا کنبہ ہے، اس میں انسان اشرف المخلوق ہے اور پھر مسلمان اللہ کے ہاں اکرم مخلوق ہیں، اس کے ساتھ ظلم انتہائی ناپسند ہے، بلکہ ایک مسلمان مظلوم کے مقابلے میں تمام دنیا کی تباہی اللہ تعالی کے لیے سستی اور ارزاں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(لَزَوالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ)[18]

پوری دنیا کی تباہی اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کے مقابلہ میں ہلکی ہے۔

آج مظلوم اولاد آدم اور بالخصوص دنیا بھر سے مسلمان مظلوموں؛ عافیہ صدیقی سے لیکر فلسطین، کشمیر، روہنگیا، عراق، افغانستان، شام، چین اور ہندستان وغیرہ سے بددعائیں عرشِ الٰہی تک پہنچ گئی، جو ظالموں کے لیے عذاب اور تماشہ دیکھنے والوں کے لیے تنبیہ ہے، جس نے سب کو جنجوڑ کر کے رکھ دیا اور گھروں تک ان کو محدود کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے مظلوموں کا بالکل بھی ساتھ نہ دیا، اسی میں اللہ تعالی نے بغیر کلسٹر بموں کے اپنے ایسے لشکر (مخلوق۔ کرونا) کو ان کی مدد کے لیے بھیج دیا، جن کا مقابلہ پوری دنیا نہ کر سکی اور ان کے زمینی خدائی کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اللہ تعالی کے قدرت کے بارے ان کے غلط گمان ان پر قہر بن کر نازل ہوئی، اور نفاق کے شکار دنیا اس میں گرفتار ہوئی، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ ...وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾[19]

اور ان منافق مردوں اور عورتوں کو عذاب دو جو اللہ کے بارے میں برا گمان کرتے ہیں۔ برائی کی باری میں وہ خود آگئے، ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور اس نے ان پر لعنت بھیجی... آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالی کے لشکروں؛ ہواؤں، بارشوں، طوفانوں، مچھروں، مینڈکوں، ٹڈیوں، مکھڑیوں اور ابابیلوں نے جو بہت ہی کمزور نظر آتے ہیں، بڑے بڑے لشکروں کا غرور خاک میں ملا کے رکھ دیا ہے۔ اسی طرح آج کے لشکر الہی کرونا، جو نظر نہ آنے والی چھوٹی سی مخلوق ہے، نے دنیا کے مغروروں کو اپنے خالق کے سامنے جھکا دیا۔ اور یہی اللہ کا اپنے بندوں کو حکم ہے کہ سب کے سب میرے سامنے جھک جاؤ، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[20]

اے ایمان والو سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو امید ہے تم فلاح پاؤ گے۔

کئی خداؤں کو ماننے اور پوجنے والوں نے اس کرونا وبائی موقعہ پر ایک اللہ کو پکارنا شروع کیا ہے[21] جیسا کہ رسولِ خدا ﷺ کے سخت دشمنی سے مجبور بعض اہل مکہ جب وطن کو چھوڑ کر بھاگ کر کشتی میں سوار ہوئے اور سمندر میں طغیانی آگئی اور بچنے کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو وہی مشرک ایک خدا کو پکارنے لگے[22]۔ آج کے انسان کے لیے بھی یہی پیغام ہے کہ وہ خالقِ ارض و سما کو مشکل کشا اور دافع البلا سمجھ کر اس کو ہر خیر و شر کے موقعہ پر یاد رکھیں اور صرف اسی کی غلامی و فرمانبرداری اختیار کریں۔

مبحث دوم: وبائی امراض روحانی تربیت اور خود احتسابی کے ذرائع ہیں

موجودہ حالات میں ہم کیسے روحانی بالیدگی پا سکتے ہیں؟ اور وہ کون کون سے امور ہیں، جن پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالی سے ہمارا تعلق بہتر ہو کر ہم اس کے رحم و کرم کے مستحق بن سکیں؟ ان امور کو مختصراً درج ذیل سطور میں زیر بحث لایا گیا ہے:

خدائی کرم نوازی کا احساس کرنا

کرونا وائرس ہو یا دوسرے وبائی امراض، یہ سب لوگوں کی اعمال بد کی وجہ سے آتیں ہیں، تاکہ انسان اس تنبیہ سے خود احتسابی پر عمل پیرا ہو اور تربیت میں جو کمی واقع ہو رہی ہے، اسے پورا کیا جائے اور اللہ تعالی کی بہت سارے کرم نوازیوں کا اسے احساس ہو جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾[23]

تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی ہے اور وہ تمہاری بہت سی برائیاں معاف کر دیتا ہے۔

لہذا یہ تنبیہات، امراض اور وبائیں ان کے لیے خود احتسابی کا باعث ہوتی ہیں۔ اعمال پر نظر ثانی کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ گناہ گناہ ہے، خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، اس کے ارتکاب سے انسان اور خصوصاً مسلمان کو ڈرنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے وقت کے لوگوں کو مخاطب کرکے بیان کیا ہے:

«إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمُوبِقَاتِ»[24]

لوگو! تم ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہیں بال سے باریک نظر آتے ہیں، لیکن ہم اسے عہد نبوی میں مہلکات میں شمار کرتے تھے۔

لہذا کرونا جیسے وبائیں تنبیہاتِ الٰہیہ ہوتی ہیں۔ رجوع الی اللہ اختیار کرتے ہوئے انسان کو اپنی روحانی بہتری اور تربیت پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ کئی جہتوں سے انسانی اعمال پر نظر ثانی کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ کہیں یہ تنبیہات اور وارننگ تباہی اور بربادی کی صورت اختیار نہ کرلیں، جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں بیان فرمایا کہ اس امت کے لوگ جب شراب اور حرام خوری جیسے ناجائز کام اختیار کریں گے، تو کبھی خنزیروں کی طرح مسخ ہوں گے تو کبھی اس کے بعض قبائل کو زمین میں دھنسایا جائے گا، تو لوگ کہیں گے کہ آج فلاں قبیلہ کے فلاں برادری کو زمین میں دھنسایا گیا۔ کسی پر قومِ لوط کی طرح پتھر برسائے جائیں گے، تو کسی پر سابقہ قوموں کی طرح بھانج اور ریزہ ریزہ کر دینے، اور تباہی پھیرنی والی طوفانی ہوئیں ملسط کیے جائیں گے۔[25]

لہذا اس کرونا وبائی صورت حال میں دنیا میں اجتماعی رویوں پر نظر ثانی، اس کو درست کرنے اور رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے۔

غرباء اور حاجت مندوں کی مدد

خود احتسابی کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ دنیائے انسانیت نے اس دور میں گناہوں کے جو پہاڑ بنا رکھے ہیں، جس سے وہ چوکتے نہیں۔ غریبوں اور بے آسرا انسانوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، بلکہ جہاں موقعہ ملتا ہے ان کی طرف ظلم کا پرنالہ رکھا جاتا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے ایسے انسانوں کی خدمت کو خدائی رحمت کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔ لہذا ان کی مدد و نصرت کی جائے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«ابْغُونِي الضُّعَفَاءَ فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ»[26]

غریبوں کو تلاش کرکے مجھے لاؤ، تمہیں غریبوں کی وجہ سے رزق اور نصرت ملتی ہے۔

لہذا آج کرونا کے وبا نے ہمیں یہ موقعہ دیا ہے کہ ہم غربت سے مارے انسانوں کو تلاش کرکے رب کے رحمت کو حاصل کرکے کرونا کے وبا کو دور کریں اور یہی ایک علاج ہے اس سے گلو خلاصی کا۔

امام ابن کثیر نے 478 ہجری کے واقعات میں لکھا ہے کہ جب شام، عراق اور حجاز کے علاقوں میں طاعون کی وباء پھیلی، تو انسانوں کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ اشیائے خوردونوش کی شدید قلت پیدا ہوگئی۔ لوگوں کو یوں لگا جیسے قیامت آگئی ہو۔ پھر عباسی خلیفہ "المقتدی بامر اللہ" نے حکم جاری کیا کہ: تمام لوگ ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کریں اور گناہوں سے منع کریں۔ موسیقی کے آلات توڑ دیے گئے، شراب کی بوتلیں پھینک دی گئیں۔ شرپسندوں کو ریاست سے نکال دیا گیا۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد بیماری خود بخود ختم ہوگئی۔ [27]

انفاق، یسر، توبہ اور تنہائی

خود احتسابی کا ایک ذریعے اس کرونائی وبا کے اس دور میں اگر ایک طرف کورنٹائن ہونے سے ہمیں تنہائی کے لیے غارِ حرا جیسا موقعہ فراہم ہوا تا کہ انہماک کے ساتھ ہم عبادت الٰہی میں غور و فکر کریں تو دوسری طرف ہمیں غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں پر خرچ و انفاق کا بھی موقعہ میسر آیا، تاکہ خدمت مخلوق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے، تاہم اس سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ کتنے ہی صاحب ثروت تھے جو پیسہ رکھنے کے باوجود سسک سسک کے مر گئے اور اپنے ہی مال سے ان کو فائدہ نہ ہوا اور نہ یہ مال دوسروں کے کام آیا۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے ہمیں یاد دلائی ہے کہ ہم سختیوں میں گرنے سے پہلے مخلوق پر خرچ کے ذریعے آسانی کریں، ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[28]

اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی اور نہ سفارش۔ اور ظالم وہ ہیں جو کفر کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

شکر گزاری کا موقعہ

کرونا کے وبا نے مالداروں اور ناشکروں کو اپنے رویوں پر نظر ثانی کا موقعہ دیا، کہ وہ رجوع الی اللہ کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے ان مصائب و آفات کو دور کریں، جو ناشکری اور بخل سے لاحق ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کی ترغیب دیتے ہوئے صدقات پر یوں ابھارا ہے:

﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾[29]

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (ان کے) صدقات قبول کرتا ہے اور وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

کعب بن مرارۃ ؓ غزوہ تبوک میں جس مال کی وجہ سے سستی کا شکار ہو کر شامل نہ ہو سکے تھے، نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ چونکہ میری توبہ اللہ تعالی نے قبول کیا ہے، اس میں میرے کل مال کا صدقہ بھی شامل کیا جائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، پھر آپ ؓ نے آدھے مال کو صدقہ کرنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ثلث (تیسرا حصہ) کافی ہے [30]۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدقات ہی بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالتی ہیں اور فطرتی طور پر بھی انسان کسی محتاج کی حاجت براری سے خوشی محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح سکونِ قلب بھی پاتا ہے، جو مال جمع کرنے سے کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

غضبِ رب اور بری اموات کو ٹالنے کا وقت

بری اموات اور غضب رب کو ٹالنے کا وقت آچکا ہے۔ آج ہم جس سختی، پریشانی، ٹینشن کی کیفیت میں مبتلا ہیں، اس سے نکلنے کے لیے اللہ تعالی کی رحمت و کرم کی ضرورت ہے۔ لہذا اللہ تعالی کے غضب و ناراضگی کو دور کرنے کے اسباب کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے، جس کا ایک علاج نبی کریم ﷺ نے حدیث میں یوں بتایا ہے:

«إن الصدقة تُطفِئُ غضبَ الرَّبِّ، وتَدفَعُ مِيتةَ السُّوءِ»[31]

صدقہ و خیرات رب کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بری موت کو ٹال دیتا ہے۔

تربیت کا یہ ایک اچھا موقعہ تھا، مگر تا حال بخل و ناشکری کا رویہ ترک نہ ہو سکا، بلکہ اس کے برعکس اس وبائی کیفیت کو کمانے کا ذریعہ بنایا گیا۔ کارخانہ داروں، جاگیر داروں، اداروں اور بڑے بڑے کمپنیوں کے مالکوں نے اس بدحالی کو پیسہ کشیدہ کرنے کے لیے موقعہ غنیمت سمجھ لیا تھا، تاہم اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے ایسے حالات میں انسانوں پر صدقہ و خیرات کرنے اور آسانی کا حکم دیا ہے:

مَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا والآخِرَةِ[32]

جو کسی تنگ دست سے نرمی کرے گا اللہ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائے گا۔

موجودہ حالات کے پیش نظر غریبوں اور تنگ دستوں کی دست گیری اوران پر خرچ بری اموات اور اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کر سکتا ہے۔

ماضی کے احوال اور خود احتسابی

اللہ سے بے نیازی و بے پروائی کے نتیجہ میں جان و مال پر جو تباہی آتی ہے، قرآن مجید میں باغ والوں کا قصہ ہمارے لیے نہایت ہی سبق آموز ہے، جنہوں نے غریبوں اور مسکینوں کو نظر انداز کرنا چاہا، جن کو ان کے والد یاد

رکھتے۔ لیکن جب انہوں نے ان کا حصہ بند کرنا چاہا تو اللہ تعالی نے ان کو اپنے دیے ہوئے باغ کے رحمت سے محروم کر دیا، جس میں ہمارے لیے اپنے بخیلانا رویے کو درست کرنے کا سامان موجود ہے، تا کہ ہم معاشرے کے ناداروں کی مدد کی طرف بھی توجہ دے:

﴿فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ۔ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ۔ عَسَى رَبُّنَا أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُونَ﴾(33)

پھر وہ پلٹ گئے اور ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے۔ انہوں نے کہا: افسوس! یقیناً ہم سرکش تھے۔ امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس کے بدلے بہتر باغ عطا فرمائے گا۔ بے شک ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

کرونا کے وبا کو تنبیہ نہ سمجھنے والے آخر کس چیز کا انتظار کرتے ہیں؟ بس اس چیز کا کہ قیامت برپا ہو، اعاناالله منها۔ آیت کی روشنی میں یہ بات قابل غور ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کیا اور اجتماعی بہتری پر گامزن ہو گئے اور ساتھ ہی اجتماعی رغبت الی اللہ اختیار کی۔ اور یہی کام آج کے کرونائی حالات میں کرنے کے ہیں۔ پوری دنیا میں انسانوں کو محروم کرنے اور ان سے ناروا سلوک کرنے کو ختم کرنے کے لیے اجتماعی کوششیں بروئے کار لانا ہوں گی، تب کرونا کے پکڑ سے نجات ملے گا۔

وبائیں اور بلندی درجات

جس طرح آج اداروں کے مالک اور اساتذہ پریشان ہے کہ بچوں کو کیسے جانچے اور اگلے درجوں میں کیسے بھیجا جائے، اس لیے کہ امتحانات باضابطہ طریقہ سے لینا مشکل ہو گیا ہے۔ اس طرح آزمائشوں کے بغیر بندوں میں اچھے اور برے کا پہچان کیسے ہو سکتا ہے؟ مومن اور غیر مومن، اور پھر مومنوں کے درجات کا تفاوت کیسے معلوم ہو۔ لہذا ان آزمائشوں اور امتحانات کو نظر ثانی اور کاکردگی کے مواقع سمجھنا چاہیے، جیسا کہ صادق حسین ایڈووکیٹ کہتے ہیں:

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب   یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے(34)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کسی کے پاس سے گزرے جو دعا کر رہے تھے، اے اللہ مجھے فتنہ سے بچا، تو آپؓ نے ساتھی سے کہا کہ یہ صاحب کہتے ہیں کہ اے اللہ نہ میرے پاس مال ہو، نہ اولاد۔ ساتھی نے کہا وہ کیسے؟ آپؓ نے جواب دیا:

﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾(35) دعا ایسی کرنی چاہیے کہ: اے اللہ مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے بچا۔(36)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں آزمائشیں انسان کے لیے ضروری ہے، کیونکہ مال ہو یا اولاد، جاہ یا منصب تمام ہی فتنے تو ہیں، تاہم گمراہ کرنے والے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ ان آزمائشوں میں رہتے ہوئے مومن بندے کے درجات بلند کیے جاتے ہیں، جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً»(37)

مسلمان کو کانٹا چبھے یا اس سے بڑی کر کوئی مصیبت پہنچے، اللہ تعالی اس کے ذریعے اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ دور کرتا ہے۔

وبائیں معمولات زندگی پر نظر ثانی کے ذرائع

کرونا وبائی دور میں رمضان دو مرتبہ آیا جو خود احتسابی اور معمولات زندگی پر نظر ثانی کا نادر موقعہ تھا، جسے محض بعض لوگوں کے انفرادی عبادات تک محدود رکھا گیا، جو اصل میں اجتماعی رجوع الی اللہ کا موقعہ تھا، لیکن اسے صحیح طریقے سے کارآمد نہیں بنایا گیا۔ بلکہ پوری زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈالنے اور اس کے مطابق مشق کرنے کا اہم موقعہ تھا۔ بہت سارے اعمال جو اختیار کیے گیے ہیں اس سے توبہ تائب ہونے کے ماحول میں تبدیل کرنا چاہیے تھا۔ چوری، غبن، رشوت، دھوکہ دہی، جھوٹ، ظلم، حرام خوری جیسے رذائل اخلاق سے مکمل لاتعلقی اختیار کرنے اور دیگر تمام جان لیوا اور وبال جان گناہوں سے گلو خلاصی کا زبردست ماحول رمضان نے فراہم کیا تھا، آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا:

«إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَنَادَى مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ»(38)

جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پھر اس کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے خیر کے متلاشی! آگے بڑھو اور اے شر کے متلاشی! ٹھہرو، اور بندے اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور یہ معاملہ ہر رات جاری رہتا ہے۔

لیکن ظلم وجور کا بازار بدستور جاری ہے۔ ظلم جو اللہ تعالی نے اپنے اوپر حرام کیا، بندوں کے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے(39) کیونکہ اس سے اللہ کے بندے حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں اور معاشرہ اللہ کے غضب اور لعنت (40) کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ بعض اوقات جب ظلم کا پیمانہ حد سے زیادہ بلند ہو جاتا ہے، تو پھر واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ پھر بستیوں کی بستیاں اس کی گرفت میں آجاتی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ يُمْلِي لِلظَّالِمِ، فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ» ثُمَّ قَرَأَ: {وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ}[41]

اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، جب وہ اسے پکڑ لے گا تو پھر وہ بھاگ نہیں سکتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور تمہارے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو ان کے ظلم کے سبب پکڑتا ہے۔ اس کی گرفت واقعی دردناک اور شدید ہے۔

کرونا کی وبا اللہ پر یقین محکم کا سبب کیسے بنا؟

یہ سب کا مشاہدہ ہے کہ اس وبا نے پوری دنیا کو حیران و پریشان اور بے بس کیا ہوا ہے۔ پوری انسانیت کی سائنس و ٹیکنالوجی اور اطباء کو اس نے سوچنے پر مجبور کیا ہے۔ اس سے یہ عقیدہ مستحکم ہوا کہ بیماری اور وبائیں مسلط کرنے اور دور کرنے والا ایک ہی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ اس کے سوا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔ لہٰذا توبہ و استغفار کے ذریعے اس سے مستحکم تعلقات استوار کیے جائیں اور یہ یقین و عقیدہ رکھیں کہ اس کے حکم اور ارادہ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے یہ بات عبداللہ بن عبّاسؓ کو ان الفاظ میں سمجھائی ہے وہ خود کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ[42]

اے لڑکے! میں تم کو چند چیزیں سکھاتا ہوں: تو اللہ رب العزت کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا، پھر تو اللہ رب العزت کی حفاظت کرو، تم اسے ہمیشہ اپنے سامنے پاؤ گے، جب بھی کچھ مانگو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو، اور جب بھی مدد کی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اچھی طرح جان لو کہ اگر ساری امت جمع ہو جائے اور تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کے سوا کوئی فائدہ نہیں جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر پوری امت جمع ہو کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو اللہ کی تقدیر کے سوا تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ختم ہو گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔

- اس حدیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے اوپر پختہ عقیدہ رکھنا مسلمان کا واحد کارآمد ہتھیار ہے۔

ہر آسائش میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی پہچان، سختیوں میں اللہ تعالی کے نصرت کا واحد ذریعہ ہے۔

- یہ یقین کر کہ جو نہیں مل سکتا وہ نہیں مل سکتا اور جو مل گیا ہے اس کا نہ ملنا ممکن نہیں ہو سکتا۔

- اس بات پر یقین رکھنا کہ اللہ کی مدد صبر سے ہے اور مصیبتوں کا ٹل جانا بھی۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

اس کے علاوہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا چاہیے، جو ماہرین صحت اور حکومت کی طرف سے کہا جائیں بشرطیکہ قرآن وسنت کے نصوص سے متصادم نہ ہو، اس لئے کہ ہماری شریعت نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں:

(1) عبادات و نماز کی پابندی (2) صبح و شام کے اذکارو ادعیہ مسنونہ کا اہتمام (3) اور صبر (43)اور استغفار(44) کے ذریعے مدد حاصل کرنا خدائی اوامر ہیں، جس سے بڑے بڑے گناہ بھی معاف ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کے 99 اشخاص کے قتل کا قصہ بیان کیا[45] کہ اس نے ندامت اور رجوع اللہ کے لیے کسی دوسری بستی کا ارادہ کیا تو رحمت کے فرشتوں نے اس کا روح قبض کیا اور اللہ نے اسے بخش دیا۔

لہذا اب بھی وقت گزرا نہیں، رمضان المبارک بابرکت گھڑیوں کے آنے میں کی کچھ دن باقی ہے۔ لہذا قیام اللیل، اعتکاف اور دیگر عبادات کے روح پرور مواقع سے فائدہ اٹھا کر اللہ تعالی سے امتِ مسلمہ کے قصوروں اور کوتاہیوں کی تلافی کی دعائیں کی جائیں اور مستقبل کو بہتر کرنے کی ہمت کی جائے۔ رحمتِ خداوندی سے مایوسی کا رویہ ترک کیا جائے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾[46]

لوگوں سے کہو: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

کرونا کے آڑ میں دشمن اسلام و دشمن انسانیت منصوبوں کو تشت ازبام کرنے کے لیے مسلم امہ کے ساتھ انسانیت کا درد رکھنے والے کمربستہ ہو جائیں اور انسانیت کو انسانی غلامی سے آزادی دلائے۔

مسلمانوں کو بھرپور طریقے سے تحریک چلانا ہوگی کہ وہ اسلام کو بطور دین انسانیت کے پیش کرے۔ تب نصرتِ خداوندی شامل حال رہے گی، جیسا کہ اللہ تعالی کا اعلان ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾[47]

(اے مسلمانو)! سستی نہ کرو اور غمگین نہ ہو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

نتائج بحث

- کروناوائیرس (جو چین کے شہر ووہان میں 2019 میں منظر عام پر آیا) نے نظام عالم کو کافی حد تک تعطل کا شکار کیا۔
- برق رفتاری سے پھیل کر اس وبا نے لاکھوں انسانوں کو متاثر اور لاکھوں کو لقمہ اجل بنا دیا۔
- اس وبا کو روکنے کے لیے زمینی اور ہوائی سفر پر پابندی، قرنطینہ، کرفیو، لاک ڈاؤن، اجتماعات اور تقریبات کو ملتوی یا منسوخ کرنے، عبادت گاہوں کی بندش، سرحدوں اور سیاحتی مقامات کی بندش جیسے اقدامات کیے گئے۔
- اس وبا نے دنیا کے معیشت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا اور انسانوں کو غربت وافلاس سے دوچار کیا۔
- اس وبا نے اسکولوں اور یونیورسٹیوں کو بند کرنے پر مجبور کیا، جس سے لاکھوں طلباء کی تعلیم متاثر ہوئی۔
- یہ وبا جو اگر ایک طرف مسلمانوں کے لیے آزمائش تو دوسری طرف منکرین خدا کے لیے عذاب ہے، نے انسانی تدبیروں کے باوجود انسانی عقل، سائنس، فلسفہ اور دعوؤں کو خاک میں ملا دیا۔
- اس وبا نے انسان کو مزید جستجو کرنے، نئی راہوں کی تلاش اور حصول علم پر ابھارا۔
- اس وبا نے انسانی تعلقات، تعلیم، کاروبارِ معیشت، اور راہنمائی کے لیے سٹلائٹ کا محتاج بنا دیا۔
- اس وبا نے انسانی سماج کو کمپیوٹر ٹیکنالوجی سیکھایا پڑھایا، اور اس کا محتاج بنا دیا۔
- اس وبا نے انسان کو خدا سے متعارف کرایا جو اس کے وجود سے منکر ہو گیا تھا۔

تجاویز و سفارشات

- کرونا جیسے وباؤں سے سیکھنے، مزید جستجو کرنے، نئی راہوں کی تلاش اور حصول علم پر ابھارنے کے لیے وسائل مہیا کی جائے۔
- اس قسم کی وبائی حالات سے واستہ پڑنے کے لیے انسان ہمیشہ حمت، حوصلہ اور صبر کی تلقین اور راہنمائی کا محتاج ہوتا ہے۔
- انسانی کو مشکل سے مشکل حالات سے سیکھنا چاہیے، اور حمت و حوصلہ اور صبر سے کام لینا چاہیے۔
- آزمائشوں میں ہمیشہ سے انسان کے لیے آگے بڑھنے کے مواقع ہوتے ہیں، حوصلہ کے ساتھ اس سے سیکھنا چاہیے۔

- آزمائشوں سے واستہ پڑنے سے پہلے انسان دوسروں نظر نداز نہ کریں اور اپنے ماحول کو بہتر رکھنے کی کوشش کریں۔
- انسانی تکبر، انانیت، خود پسندی اور بغاوت کا رویہ اللہ کو سخت ناپسند ہے، اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔
- خدا کے مخلوق سے محبت، ہمدردی، تعاون اور ان کے ساتھ خیر خواہی کا رویہ رکھنا چاہیے، جو کرونا جیسے بلاؤں کو ٹالتا ہے۔
- انسانی حقوق کی پامالی، محرومیاں اور ان پر ظلم بلاؤں کے نزول کا سبب ہوا کرتے ہیں، ان کا ازالہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔
- رب کی بندگی، رجوع الی اللہ اور توبہ واستغفار جیسے روحانی امور اختیار کرنے سے اللہ بندوں کا راستہ کھول دیتا ہے، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(1) القرآن، 165:4

Al-Qurān 4:165

(2) القرآن، 106:3-4

Al-Qurān 106:3-4

(3) ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (القرآن، 41:30)

Al-Qurān 30:41

(4) ﴿ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ - وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴾ (القرآن، 16:112– 113)

Al-Qurān 16:112-113

(5) ﴿ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾(القرآن، 24:10)

Al-Qurān 10:24

(6) القرآن، 88:23-24

Al-Qurān 88:23-24

(7) القرآن، 124:20

Al-Qurān 20:124

(8) ﴿فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴾ (القرآن، 85:2)

پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر رہیں؟

Al-Qurān 2:85

(9) ﴿ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ کیا لوگ اس کے سوا کچھ اور جزا پا سکتے ہیں کہ جیسا کریں ویسا بھریں۔ (القرآن، 147:7، القرآن، 33:34)

Al-Qurān 7:147, Al-Qurān 34:33

(10) القرآن، 52:27

Al-Qurān 27:52

(11) القرآن، 77:16–18

Al-Qurān 77:16-18

(12) ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (القرآن، 41:30)

خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزہ چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں۔

Al-Qurān 30: 41

﴿ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴾ (القرآن،30:42)

تم پر جو مصیبت بھی آئی ہے ، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے ، اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی در گزر کر جاتا ہے۔

Al-Qurān 42:30

(13) القرآن،59:51

Al-Qurān 51:59

(14) ﴿وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴾ اور جو کوئی شکر کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے، ورنہ کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔(القرآن،40:27)

Al-Qurān 27:40

(15) القرآن،113:11

Al-Qurān 11:113

(16) (وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ (فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا) وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ) (صحیح بخاری، بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ وَتُرَدَّ فِي الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا: ح:1496)

Sahih Bukhari, baab '**akhdh alssadaqat min al'aghnia' waturadd fi alfuqara' hayth kanuu**:H:1496

(17) القرآن،32:21–22

Al-Qurān 32:21-22

(18) ترمذی، محمد بن عیسی، السنن، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْدِيدِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ، تحقیق: بشار عواد، دار الغرب الإسلامی، بیروت ،1998م، ح:1395

Tirmizi, Muhammad Bin Essa, **Al-Sanan, Baab Ma Jaa fi tashdid qatl ul Momin**….., Tehqeeq: Bashar awaad, (Dar ul gharb ul islami, Bairoot, 1998) H:1395

(19) القرآن،7:48

Al-Qurān 48:7

(20) القرآن،31:24

Al-Qurān 24:31

(21) کرونا کے تیسری لہر کے موقعہ پر ہندوستان کے اندر ہندؤں اور سکھوں نے کلمہ طیبہ کا ورد کیا اور اللہ کو پکارا اور مسلمانوں سے کہا: اے مسلمانو! اللہ تعالی سے دعائیں کرو، وہ تمہارے دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

(22) **لما كان يوم فتح مكة أمن رسول الله ﷺ الناس --- وأما عكرمة فركب البحر فأصابتهم عاصف فقال أصحاب السفينة أخلصوا فإن آلهتكم لا تغني عنكم شيئا ههنا فقال عكرمة والله لئن لم ينجني من البحر إلا الإخلاص لا ينجيني في البر غيره اللهم إن لك علي عهدا إن أنت عافيتني مما أنا فيه أن آتي محمدا ﷺ حتى أضع يدي في يده فلأجدنه عفوا كريما فجاء فأسلم -**

(النسائی، أحمد بن شعیب، **السنن الکبری**، دار الکتب العلمیة – بیروت ،1991،تحقیق : د.عبد الغفار سلیمان البنداري , سید کسروي حسن ،ح 3530)

Alnisai, Ahmed bin Shoaib, **Alsanan ul kubra,** (Darul kitab ul almia- Bairoot, 1991), Tehqeeb: Dr. Abdul Ghafar Sulaiman ul bandari, Syed Kasarwi Hassan, H: 3530

(23) **القرآن**،30:42

Al-Qurān 42:30

(24) **بخاری**،**باب ما یتقی من محقرات الذنوب**، ح:6127

Bukhari,**baab ma yattaqi min Muhqrat ul zunoob** H:6127

(25) وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمْ حَصْبَاءُ حِجَارَةٌ كَمَا أُرْسِلَتْ عَلَى قَوْمِ لُوطٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الرِّيحُ الْعَقِيمُ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نَسَفَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ،وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيرَ، وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ، وَقَطِيعَتِهِمُ الرَّحِمَ» قَالَ: «وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرَى فَنَسِيتُهَا» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ لِجَعْفَرٍ، فَأَمَّا فَرْقَدٌ فَإِنَّهُمَا لَمْ يُخْرِجَاهُ " (الحاکم ، المستدرك ،تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیة – بیروت، 1990م،ح 8572:)

Al-Hakim, **Al-Mustadrik**, Tehqeeq: Mustafa Abdul Qadir Atta,(Dar ul Kitab ul almiya, bairoot, 1990), H:8572

(26) **سنن ابوداود**،**باب فِي الِانْتِصَارِ بِرَذْلِ الْخَيْلِ وَالضَّعَفَةِ**، ح:2596

Sunan Abu Dawood, Baab,fil intesar be razl ul khail ….., H:2596

(27) ـ---وَفِيهَا كَثُرَتِ الْأَمْرَاضُ بِالْحُمَّى وَالطَّاعُونِ بِالْعِرَاقِ وَالْحِجَازِ وَالشَّامِ، وَأَعْقَبَ ذَلِكَ موت الفجأة، ثم ماتت الوحوش في البراري ثم تلاها مَوْتُ الْبَهَائِمِ، حَتَّى عَزَّتِ الْأَلْبَانُ وَاللُّحْمَانُ، --- وتساقطت أشجار كثيرة من النخل وَغَيْرِهَا، وَوَقَعَتْ صَوَاعِقُ فِي الْبِلَادِ حَتَّى ظَنَّ بعض النَّاس أَنَّ الْقِيَامَةَ قَدْ قَامَتْ، ثُمَّ انْجَلَى ذَلِكَ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ ---وَفِيهَا خَرَجَ تَوْقِيعُ الْخَلِيفَةِ الْمُقْتَدِي بِأَمْرِ اللَّهِ بِتَجْدِيدِ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ والنَّهي عَنِ الْمُنْكَرِ فِي كل محلة، وإلزام أهل الذمة بلبس الغيار، وكسر آلات الْمَلَاهِي، وَإِرَاقَةِ الْخُمُورِ، وَإِخْرَاجِ أَهْلِ الْفَسَادِ مَنْ البلاد، أثابه الله ورحمه.

(ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، **البدایہ والنہایہ**، تحقیق: علی شیری، دار احیاء التراث العربی، 1988م، 12/156)

Ibn e qaseer, Ismail Bin Umar, **Al bidaya wun nihaya**, tehqeeq: Ali Sheri,(Dar Ihya aturas ul Arabi, 1988), 156/ 12

(28) **القرآن**،254:2 Al-Qurān 2:254

(29) **القرآن**،104:9 Al-Qurān 9:104

(30) **سنن ابوداود**،**باب من نذر أن یتصدق بماله**، ح:3321

Sunan Abu Dawood, Baab Man Nazar an Yatasaddaq be malihi……., H:3321

(31) الترمذی، محمد بن عیسی، **السنن**، تحقیق: بشار عواد، دار الغرب الإسلامی، بیروت، 1998م، ح:664

Al Tirmizi, Muhammad Bin Essa, **Al Sanan,** Tehqeeq: Bashaar awaad, (Dar ul Gharb ul Islami, Bairoot, 1998), H: 664

(32) ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن**: **بَابُ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ**، حاشیہ، محمود خلیل، مکتبہ ابی المعاطی، ح:2417

Ibn e Maja, Muhammad Bin Yazeed, **Al Sanan, Chapter Inzar ul Musir** ….., Hashaih, Mahmood Khaleel, (Maktaba Ibi ul Muatti), H: 2417

(33) القرآن،68:30-32 — Al-Qurān 68:30-32

(34) صادق حسین کاظمی، ایڈووکیٹ، **برگ سبز است تحفہ درویش**، شکر گڑھ (ضلع سیالکوٹ)، یکم فروری، ۱۹۷۷ء

Sadiq Hussain Kazmi, Advocate**, Burg Sabzast Tohfa Darweesh**, Shakargarh, (Zilah Sialkot, 1977)

(35) تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو صرف آزمائش ہیں اور اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے۔(القرآن،64:15)

Al-Qurān 64:15

(36) دیکھیے: الشوکانی، محمد بن علی، **فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر**،3/173

Alshookani, Muhammad Bin Ali, **_Fath Ul Qadeer al jame bain fanyy al riwayat wa al dirayat min ilm ul tafseer**,173 / 3

(37) إبو داود الطیالسی، سلیمان بن داود، **مسند**، تحقیق: الدکتور محمد بن عبدالمحسن الترکی، دار ہجر، مصر-1999م،ح: 1477

Abu Dawood al Tiasi , Sulaiman Bin Dawood, **Masnad**, Tehqeeq: Ald Katoor Muhammad Bin Abdul ul Mohsin Al Turkey, (Dar Hijar,1999), H: 1477

(38) ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن: بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ،محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية**،ح:1642

Ibn e Maja, Muhammad Bin Yazeed, **Al Sanan chapter Ma Jaa fi Fazl e Shar e Ramzan**, Muhammad Fuwad Abd Ul Baqi, Dar Ihya ul Kutub al arabia……, H:1642

(39) دیکھیے: **صحیح مسلم**،بَاب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ،ح:4674

See: **Sahih Muslim, Baab Tahrim ul zulum**….., H:4674

(40) ﴿ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ سنو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔(القرآن،11:18)

Al-Qurān 11:18

(41) ابن ماجہ، **السنن**، ح:4018،(القرآن،11:102)

Ibn e Maja, **Al Sanan**, H:4018, (Al-Qurān 11:102)

(42) أحمد بن حنبل، **مسند**، تحقیق: أحمد محمد شاکر، دار الحدیث–القاهرة،1995م،ح:2804

Ahmed Bin Hanbal, **Masnad**, Tehqeeq: Ahmed Muhammad Shakir, (Dar ul Hadith, Al Qahra, 1995), H: 2804

(43) ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ﴾ (القرآن،2:45) — Al-Qurān 2:45

(44) ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى﴾ (القرآن،20:82)

Al-Qurān 20:82

(45) **مسلم**،باب:بَاب قَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ ،حدیث:4967

Muslim, Baab Qabool Tobat al Qatil wa in Kathur qatluhoo……, H: 4967

(46) القرآن،39:53 — Al-Qurān 39:53

(47) القرآن،3:139 — Al-Qurān 3:139